علمی مذاق کی بنیاد ڈالی جس میں ایک جانب حقیقت اور صداقت کی جستجو ہے تو دوسری جانب افادیت اور مقصدیت کی علمبرداری بھی۔ سچائی کی تلاش اور تکمیل زندگی۔ یہی دو اہم بنیادیں علی گڑھ تحریک کی روح ہیں اور اس سائنٹفک نقطہ نظر پیدا کرنے کا سہرا علی گڑھ تحریک کے بانی سرسید کے سر ہے۔

علی گڑھ کی علمی تحریک کا اجتماعی عمل ابتدا میں علی گڑھ سے دور غازی پور میں سائنٹفک سوسائٹی کے قیام سے شروع ہوتا ہے جو ۱۸۶۳ء میں قائم ہوئی۔ علی گڑھ تحریک اس علمی روح کی توسیع و اشاعت کا نام ہے۔ جو اس نامور سوسائٹی کی ترویج کا باعث ہوئی تھی اور علی گڑھ تحریک کے علم بردار سرسید اور ان کے رفقاء کے ہاتھوں انجام پایا جو ان کی تحریک کی اس علمی روح سے متاثر ہوئے۔ ان نامور ہستیوں کی فہرست طویل ہے جنہیں ہم علی گڑھ تحریک کے اہم ارکان قرار دے سکتے ہیں۔ پہلے سلسلے میں حالیؔ، شبلیؔ، نذیر احمد، شررؔ، وحیدالدین سلیم، چراغ علی، محسن الملک وغیرہ ہیں۔ دوسرے سلسلے میں مولوی عبدالحق، مولانا ظفر جمیل خاں، حسرتؔ، سجاد حیدر وغیرہ۔ تیسرے سلسلہ میں رشید احمد صدیقی، عبدالماجد دریابادی، ڈاکٹر عابد حسین، پروفیسر الیاس برنی وغیرہ۔

افکار کے نقطۂ نظر سے علی گڑھ تحریک کا اس انقلاب میں بڑا حصہ ہے۔ جو انیسویں صدی کے آخر میں ہندوستان میں پورے طور پر رونما ہوا۔ ان مسائل میں حاضر سے لگاؤ، تجدد کی طرف میلان مادی مسائل زندگی سے دلچسپی ترقی کا خیال اور ریاض کے مقابل میں مستقبل کی اہمیت کا احساس بھی علی گڑھ تحریک کے اثرات کا نتیجہ ہے۔ ادبی لحاظ سے علی گڑھ تحریک کے اثرات اور بھی وسیع اور دوررس معلوم ہوتے ہیں۔ نہ صرف اسلوب بیان اور روح مضمون میں بلکہ ادبی انواع کے معاملہ میں بھی۔ ناموران علی گڑھ کی توسیعی کوششوں نے بڑا کام کیا اور بعض ایسی روایت کو فروغ دیا جو مغرب سے حاصل کردہ تھیں۔

یہ علی گڑھ تحریک اور سرسید کی لگاتار کاوش کا نتیجہ تھا کہ انیسویں صدی کے آخر تک آتے آتے اردو میں سائنس، فلسفہ، مذہبیات، اخلاقیات کے علاوہ مختلف علوم وفنون سے متعلق کتابوں کا ایک بیش بہا ذخیرہ جمع ہو گیا۔ اگر خالص ادبی سطح پر ہی دیکھا جائے تو تنقید نگاری، ناول نگاری، مقالہ نگاری، تاریخ نگاری، صحافت نگاری اور سوانح نگاری کا باضابطہ آغاز اور ارتقا بھی علی گڑھ تحریک اور اس کے بانی سرسید کی بے پناہ کوششوں اور جاں فشانیوں کی وجہ سے منظر عام پر آیا۔

Name :- Dr. Rizwana Perween
GT R.N. college Hajipur
Vaishali.

P.G 3rd Semester

Paper - IX

Topic - Aligarh Tahreek

# علی گڑھ تحریک

دکنی نثر کے بعد فورٹ ولیم کالج تک جتنی نثری کوششیں ہمارے سامنے ہیں ان میں عموماً فارسی پُر تکلف انداز ہی غالب نظر آتا ہے۔ سب سے پہلے فورٹ ولیم کالج کے ادیبوں نے اس قدیم انداز کو ترک کیا۔ ان ادیبوں میں خاص کر میر امن اپنی عام بول چال اور سادہ نثر کے لئے مشہور ہیں۔ لیکن ان ادیبوں نے ذات، ماحول کی ترجمانی نہیں کی۔ انہوں نے نہ شخصی ماحول کو ادب میں جگہ دی اور نہ اپنے زمانے کی دلچسپیوں اور موضوعوں کی طرف توجہ کی۔ انہوں نے بس یہ کیا کہ قدیم موضوعات کو نئے طرز بیان سے روشناس کر دیا اور مختلف اسالیب سے اردو نثر کو آزاد کر کے جدید رجحانات کے لئے راستہ ہموار کیا۔ مرزا غالب جو سرسید کے معاصر تھے انہوں نے ایک قدم اور آگے بڑھا کر اردو نثر کو خالص شخصی تجربات کا ذریعہ بنایا۔

سرسید احمد کا کارنامہ خاص یہ ہے کہ انہوں نے اردو نثر کو اپنی زندگی کا ایک حصہ بنا کر اپنے وقت کا ترجمان بنا دیا۔ انہوں نے نثر کو آسان و سادہ و سہل اور عام بول چال کی زبان بنا کر اردو زبان کو بھی دوسری زبانوں کے مد مقابل کھڑا کرنے کے لائق بنا دیا۔ سرسید ہی علی گڑھ تحریک کے بانی اور رہنما تھے۔

علی گڑھ تحریک کو بظاہر صرف سیاسی اور محض تعلیمی تحریک خیال کیا جاتا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ اس سے بھی زیادہ بہت کچھ ہے۔ علمی اس معنی میں ہے کہ اس تحریک کے زیر اثر فکر و نظر میں اہم انقلاب نمودار ہوا۔ اور مذاق تصنیف میں گہری تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ ملک میں مغرب سے استفادہ کرنے کے لئے جو میلان پیدا ہوا اس کے باعث جس طرح انداز نظر بدلے گئے اسی طرح معانی اور موضوعات میں بھی تغیر پیدا ہوا۔ ہندوستان میں سرسید کے زمانے سے کچھ پہلے ہماری علمی تصانیف کا دائرہ مذہبیات و تاریخ اور تصوف اور تذکروں کی حد تک محدود تھا۔ تاریخ میں سرسری واقعہ نگاری کے سوا کسی فلسفہ زندگی کی تلاش نہ تھی۔ سرسید کی علمی و ادبی تحریک نے سب رجحانات کو بدل ڈالا۔ اور ایک نیے

اردو ادب کا قاری سر سید اور ان کے رفقائے کار حالی، شبلی، نذیر احمد، چراغ علی، وقار الملک، نواب مشتاق حسین، مولوی محمد ذکاء اللہ وغیرہ وغیرہ کے کارنامے اور انتھک کوششوں کو کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتا۔ اور بغیر ان بزرگوں کے کارناموں کو یاد کئے بغیر ہمارے ادب کی تاریخ مکمل نہ ہوگی۔ مختصر یہ کہ اردو نثر پر علی گڑھ تحریک کے بے شمار احسانات ہیں جن سے ہم کبھی بھی چشم پوشی نہیں کر سکتے۔ بقول مولوی عبدالحق:-

"...... اردو نثر میں جو انقلاب اور ترقی اس وقت ہم دیکھتے ہیں اور اس میں جو وسعت اور ادبی، علمی صلاحیت پائی جاتی ہے وہ سر سید کا طفیل ہے۔"

بالکل سچ اور حقیقت پر مبنی ہے۔

☆☆☆